ایل چندرایاہ

بنام۔

ریاست اے پی اور دیگر

6 نومبر 2003

بی پی سنگھ اور ڈاکٹر اے آر لکشمن، جسٹس ۔

تعزیراتی ضابطہ، 1860:

دفعات 409، 469 اور 471- پوسٹل اہلکار-کسی کمپنی کے کارکنوں کے بار بار جمع ہونے والے کھاتوں سے خفیہ طور پر رقم نکالنے کے لیے مقدمہ چلانا-ٹرائل کورٹ نے ان میں سے تین کو مجرم قرار دیا، یعنی وہ، جس نے واؤچر تیار کیے اور دستخط کیے تھے، اور جنہوں نے واؤچر پاس کیے تھے-ٹرائل کورٹ نے یہ نتیجہ ریکارڈ کیا کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا کہ تینوں ملزموں نے ایک مشترکہ منصوبے کے مطابق کام کیا-واؤچر پاس کرنے والے ملزم کی اپیل-منعقد، یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل گزاروں کو اس حقیقت کا علم تھا کہ واؤچر جعلی یا من گھڑت تھے۔ اور اس طرح اپیل کنندگان کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مجرمانہ ارادے سے کام کیا ہے-اس کے مطابق، اپیل کنندگان کے خلاف دفعات 467، 471 یا 409 کے تحت جرائم ثابت نہیں ہوتے ہیں-نتیجتاً، بدعنوانی کی روک تھام کے قانون 1988 کی دفعات تحت جرائم بھی نہیں بنائے جاتے ہیں-بدعنوانی کی روک تھام کا قانون 1988-دفعات 5(1)(سی)(ڈی) اور (2)5۔

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 1997 کی فوجداری اپیل نمبر 204۔

فوجداری اے نمبر 453 آف 1993 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے 11.4.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے ساتھ

فوجداری 1997 کا اے نمبر 312

اپیل گزاروں کے لیے مہندر آنند، ایس سدا شیو ریڈی، محترمہ ایس اوشا ریڈی، جی وینکٹیش راؤ اور آر پی وادھوانی۔

جواب دہندگان کے لیے پی پرمیشورن۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم دیا گیا:

یہ دونوں اپیلیں 1993 کی فوجداری اپیل نمبر 453 میں 11 اپریل 1996 کو حیدرآباد میں آندھراپردیش کی عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کے خلاف ہیں۔ عدالت عالیہ نے اپنے متنازعہ فیصلے اور حکم کے ذریعے اپیل گزاروں کی طرف سے دائر اپیل کو مسترد کر دیا اور آئی پی سی کی دفعات 409، 467 اور 471 کے ساتھ ساتھ بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعہ 5(1)(سی) اور (ڈی) کے ساتھ (2)5 کے تحت بھی ان کی اثباتِ جُرم اور سزا کی توثیق کی۔ 1997 کی فوجداری اپیل 204 میں اپیل کنندہ یعنی ایل چندریا کو آئی پی سی کی دفعہ 409 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعہ 5(1)(سی) اور (ڈی) کے ساتھ دفعہ (2)5 کے تحت ایک سال کی مدت کے لیے قید بامشقت سزا سنائی گئی ہے، اور آئی پی سی کی دفعہ 467 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے ایک ماہ کی قیدِ محض کی سزا سنائی گئی ہے۔ جہاں تک 1997 کی فوجداری اپیل نمبر 312 میں اپیل کنندہ یعنی وائی وی کامشام کا تعلق ہے، اسے بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعہ 409 اور دفعہ 5(1)(سی) اور (ڈی) کے ساتھ دفعہ (2)5 کے تحت دو سال کی مدت کے لیے قید بامشقت سزا سنائی گئی ہے، اور اسے آئی پی سی کی دفعہ 467 کے تحت جرم کا مجرم بھی پایا گیا ہے جس کے لیے اسے 1 ماہ کی قیدِ محض کی سزا سنائی گئی ہے۔ ٹرائل کورٹ نے دونوں کے خلاف جرمانے کی سزا بھی سنائی۔

1990 کے سی سی نمبر 7 میں چھ افراد کو خصوصی جج برائے سی بی آئی مقدمات، حیدرآباد کے سامنے مقدمے کے لیے پیش کیا گیا۔ ایل چندریا ٹرائل کورٹ کے سامنے اے-1 تھے جبکہ وائی وی کامیشم اے-2 تھے۔ تیسرے ملزم جی سمبورتی کو بھی مجرم قرار دیا گیا اور اسی انداز میں سزا سنائی گئی جس طرح اپیل کنندہ وائی وی کامشام کو دی گئی تھی، لیکن اس نے عدالت عالیہ کے سامنے کسی بھی اپیل کو ترجیح نہیں دی۔ ان دو اپیلوں میں صرف اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ کے سامنے اپیل کو ترجیح دی جس کا نمبر 1993 کی فوجداری اپیل نمبر 453 تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دیگر تین ملزموں اے-4، اے-5 اور اے-6 کو ٹرائل کورٹ نے ان کے خلاف لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا تھا اور ان کی بری ہونے کے خلاف ریاست کی طرف سے کوئی اپیل نہیں کی گئی تھی۔ اپیل گزاروں نے خصوصی اجازت کے ذریعے ان اپیلوں میں ہمارے سامنے عدالت عالیہ کے فیصلے پر حملہ کیا ہے۔

مقدمے کے مختصر حقائق یہ ہیں کہ اے-1 اپریل 1986 سے 8 مئی 1987 تک بیلم پلی سب پوسٹ آفس میں سب پوسٹ ماسٹر تھا۔ ان کے بعد اے-2 نے سب پوسٹ ماسٹر کے طور پر کام کیا جنہوں نے 8 مئی 1987 سے 16 نومبر 1987 تک اس طرح کام کیا۔ متعلقہ وقت میں اے-3 نے اسی ذیلی پوسٹ آفس میں پوسٹل اسسٹنٹ کے طور پر کام کیا۔ اے-4 متعلقہ مدت کے دوران مذکورہ پوسٹ آفس میں پوسٹ مین کے طور پر ملازم تھا۔ اے-5 جو پہلے محکمہ ڈاک کے ملازم تھے، نے سال 1987 میں اپنے عہدے سے استعفی دے دیا تھا۔ اے-6 ایک طالب علم ہے اور اس کا تعلق اے-3 سے ہے اور وہ بیلمپلی میں کرایہ دار کے طور پر اے-3 کے ساتھ رہا تھا۔

استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ مذکورہ ذیلی پوسٹ آفس میں میسرز سنگارینی کولیریز لمیٹڈ کے کارکنوں کی ایک بڑی تعداد کے نام پر کئی مسلسل جمع رقم کے کھاتے کھولے گئے تھے۔ متعلقہ کارکنوں کی طرف سے مذکورہ کھاتے میں دی گئی رقم ان کی اجرت سے

کاٹ لی گئی اورانتظامیہ کی طرف سے براہ راست پوسٹ آفس کو بھیج دی گئی۔ بڑی تعداد میں چیک بھیجنے کے بجائے کل رقم کے لیے ایک ہی چیک بھیجا گیا اور اس کے بعد پوسٹل حکام نے انتظامیہ سے موصولہ مراسلے سے منسلک فہرست کے مطابق ہر کھاتے میں ضروری اندراجات کیے۔ مسلسل جمع رقم کے کھاتے سے رقم نکلوانے کے لیے تجویز کردہ طریقہ کار یہ تھا کہ انتظامیہ واپسی کے واؤچر پر اپنی مہر لگانے کے بعد اسے پوسٹ ماسٹر کو بھیجے گی، اور رقم نکلوانے کے لیے متعلقہ کارکن پوسٹ ماسٹر کی موجودگی میں مذکورہ واؤچر پر دستخط کرے گا، جس کے بعد رقم نکلوانے کی اجازت دی گئی تھی۔ استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ زیر بحث مدت کے دوران بڑی تعداد میں رقم نکلوائی گئی اور تقریباً 91,280 روپے ملزموں کے درمیان سازش کے مطابق ان کھاتوں سے خفیہ طریقے سے نکلوائی گئی۔ استغاثہ کا معاملہ ہے کہ من گھڑت واؤچر جعلی دستخطوں اور انتظامیہ کی جعلی مہر کے ساتھ تیار کیے گئے تھے اور ادائیگی مذکورہ جعلی واؤچر کی بنیاد پر کی گئی تھی۔

اس طرح کی واپسی کو ثابت کرنے کے لیے ٹرائل کورٹ کے سامنے شواہد کی جانچ کی گئی اور متعلقہ کارکنوں نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ انہوں نے اپنے کھاتوں سے زیر بحث رقم کبھی نہیں نکالی۔ واؤچر پر تحریریں بھی ماہر رائے کے لیے بھیجی گئیں اور ہاتھ لکھنے کے ماہر کی رائے سے انکشاف ہوا کہ تحریریں اے-3 کی تحریر سے ملتی جلتی ہیں جبکہ کچھ دستخط جعلی تھے اور انگوٹھے کے کچھ تاثرات اے-5 اور اے-.6 کے انگوٹھے کے تاثرات تھے۔

ٹرائل کورٹ ریکارڈ پر موجود شواہد پر غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی کہ استغاثہ نے اے-1، اے-2 اور اے-3 کے خلاف آئی پی سی کی دفعات 409، 467، 471 اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعہ 5(1)(سی) اور (ڈی) پڑھیں دفعہ 5(2) کے ساتھ کے تحت اپنا مقدمہ ثابت کر دیا ہے۔ تاہم، اس نے ایک واضح نتیجہ ریکارڈ کیا کہ سازش کے معاملے کی حمایت کرنے کے لیے ریکارڈ پر کوئی ثبوت نہیں ہے کیونکہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اے-1، اے-2 اور اے-3 نے مشترکہ منصوبے کے مطابق کام کیا۔

تاہم، ٹرائل کورٹ نے مشاہدہ کیا کہ اگر ریکارڈ پر موجود شواہد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واؤچر اے-3 کے ذریعے تیار کیے گئے تھے، تو بھی متعلقہ مدت کے دوران سب پوسٹ ماسٹر کے طور پر کام کرنے والے اپیل گزاروں کو ان کے ذریعے منظور کردہ واؤچر کی صداقت کی تصدیق کرنے کے لیے سخت محنت کرنی پڑ سکتی تھی۔ انہوں نے واؤچر پاس کرنے سے پہلے ضروری خیال نہیں رکھا اور اس بات کی تصدیق کرنے کی پرواہ نہیں کی کہ آیا واؤچر حقیقی تھے یا جعلی۔ اس طرح انہوں نے جعلی واؤچر کی بنیاد پر بڑی تعداد میں دھوکہ دہی سے رقم نکلوانے کی اجازت دی۔ واؤچر زیادہ تر معاملات میں اے-3 کے ذریعے تیار کیا جاتا تھا اور واؤچر بھی اس کے ذریعے الٹی طرف شروع کیے جاتے تھے۔ اس سے ٹرائل کورٹ اس نتیجے پر پہنچی کہ یہ ثابت ہوا کہ اے-1 سے اے-3 نے مسلسل جمع رقم کھاتے رکھنے والے کے کھاتوں سے رقم نکالنے کے لیے جعلی دستاویزات کو حقیقی دستاویزات کے طور پر استعمال کیا۔ اس لیے وہ سرکاری خدام کے طور پر آئی پی سی کی دفعات 409، 467 اور 471 کے تحت جرائم کا ارتکاب کرنے اور بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی مذکورہ دفعات کے تحت جرائم کے لیے مجرم تھے۔

جیسا کہ پہلے دیکھا گیا اے-3 نے اس کی اثباتِ جُرم کے خلاف کسی اپیل کو ترجیح نہیں دی لیکن ہمارے سامنے

اپیل گزاروں نے عدالت عالیہ کے سامنے اپیل کو ترجیح دی جسے مسترد کر دیا گیا ہے۔ ہم نے عدالت عالیہ کے فیصلے کو دیکھا ہے اور ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عدالت عالیہ بھی ٹرائل کورٹ کی طرح ہی غلطی میں پھنس گئی۔ اس نے استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر غور کیا ہے۔ اس نے اس طریقہ کار پر بھی غور کیا ہے جس پر اس طرح کی واپسی کے لیے عمل کیا گیا تھا۔ اس نے اس حقیقت کو دیکھا ہے کہ واؤچر کو اے-3 کے ذریعے جعلی اور من گھڑت بنایا گیا تھا اور واؤچرز میں واؤچرز کے الٹے جانب اے-3 کے ابتدائی حروف موجود تھے۔ اس نے ہاتھ لکھنے کے ماہر کے ساتھ ساتھ تفتیشی افسر پی ڈبلیو 5 کے شواہد پر بھی غور کیا ہے۔ ریکارڈ پر موجود مواد پر غور کرنے کے بعد عدالت عالیہ نے درج ذیل نتیجہ درج کیا ہے:

"اس طرح یہ واضح ہے کہ سنگارانی کو لیریز یعنی پی ڈبلیو-7، 12 سے 47 کے آر ڈی کھاتے کی رقوم کو اے-1 سے اے-3 کے ذریعے ان کے دستخط اور انگوٹھے کے تاثرات جعلی بنا کر غلط استعمال کیا گیا۔ پی ڈبلیو 48 اور 49 کی ماہر رائے اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہے۔ اے-1 اور اے-2 کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جا سکتا کہ معمول کے مطابق انہوں نے اے-3 کے ذریعے رکھے گئے واؤچر کو پاس کیا۔ واؤچر پاس کرتے وقت بینک میں دستیاب نمونے کے دستخطوں اور انگوٹھے کے تاثرات سے دستخطوں اور انگوٹھے کے تاثرات کا موازنہ کرنا ان کا بنیادی فرض ہے۔ انہیں پی ڈبلیو 1 کے بیان کردہ طریقہ کار پر عمل کرنا ہوگا۔ وہ یقیناً پر غلط مقصد کے ساتھ ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔"

اپیل گزاروں کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے کہا کہ عدالت عالیہ کے ذریعے درج کیے گئے نتائج پر بھی آئی پی سی کی دفعات 409، 467، یا 471 کے تحت جرم نہیں بنایا گیا اور اس کے نتیجے میں بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کے تحت کوئی جرم نہیں بنایا گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ اس پیشکش میں کوئی معنی ہے۔ اب تک آئی پی سی کی دفعہ 467 کے تحت جرم سے متعلق شواہد کا تعلق ہے، یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ ہمارے سامنے اپیل کنندگان نے جعلی دستاویزات بنائیں جو کہ ایک قیمتی ضمانت ہے۔ ثبوت صرف اس اثر کے لیے ہے کہ انہوں نے ادائیگی کے لیے واؤچر پاس کرتے وقت لاپرواہی سے ان واؤچرز پر اپنے دستخط کیے تھے۔ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت موجود نہیں ہے کہ اپیل گزاروں کو اس حقیقت کا علم تھا کہ واؤچر جعلی واؤچر تھے۔ ٹرائل کورٹ نے واضح الفاظ میں پایا ہے کہ اے-1، اے-2 اور اے-3 کسی سازش کے مطابق کام نہیں کر رہے تھے اور اس لیے انہیں اس الزام سے بری کر دیا۔ اس طرح کی پوزیشن ہونے کی وجہ سے، عدالت کو اثباتِ جُرم ریکارڈ کرنے سے پہلے ایسے شواہد پر اصرار کرنا چاہیے تھا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ اے-1 سے اے-3 نے واؤچر کو اس علم کے ساتھ پاس کیا تھا کہ واؤچر جعلی اور من گھڑت تھے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کوئی ثبوت ریکارڈ پر دستیاب نہیں ہے۔ جہاں تک آئی پی سی کی دفعہ 409 کے تحت جرم کا تعلق ہے، یہ ثابت ہونا ضروری ہے کہ ایک شخص جسے جائیداد یا جائیداد پر کسی بھی تسلط کا کام سونپا گیا ہے، سرکاری خادم کی حیثیت سے ایسی جائیداد کے سلسلے میں مجرمانہ خیانت کرتا ہے، جیسا کہ دفعہ 405 آئی پی سی میں بیان کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے ایمانانہ طور پر اس جائیداد کا غلط استعمال کرتا ہے یا اسے اپنے استعمال میں تبدیل کرتا ہے، یا بے ایمانانہ طور پر اس جائیداد کا استعمال کرتا ہے یا اسے اس قانون کی کسی بھی سمت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹھکانے لگاتا ہے جس میں اس طرح کے اعتماد کو خارج کیا جانا ہے، یا کسی بھی قانونی معاہدے کا اظہار یا مضمر ہے، جسے اس نے اس طرح کی جائیداد کے اخراج کو چھوتے ہوئے بنایا

ہے۔ بھروسہ کریں، یا ایسا کرنے کے لیے کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر تکلیف پہنچائیں۔ دفعہ 405 آئی پی سی میں استعمال ہونے والا اہم لفظ "بے ایمانانہ" ہے اور اس لیے اس سے ارتکاب جرم کا وجود ظاہر ہوتا ہے، یعنی ایک مجرم ذہن۔ اگر یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل گزاروں کو علم تھا کہ واؤچر اے-3 کے ذریعے بنائے گئے تھے، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مجرمانہ ارادے سے کام کیا۔ یہ ہو سکتا ہے، اور جیسا کہ نیچے کی عدالتوں نے صحیح طور پر مشاہدہ کیا ہے، کہ انہوں نے لاپرواہی سے کام لیا اور اگر انہوں نے مناسب خیال رکھا ہوتا تو وہ دھوکہ دہی کا پتہ لگا لیتے، لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے۔ تاہم، یہ اپنے آپ میں آئی پی سی کی دفعہ 409 کے تحت جرم نہیں ہوگا حالانکہ یہ اپیل گزاروں کو متعلقہ قوانین کے تحت تادیبی کے لیے بے نقاب کر سکتا ہے۔ فاضل وکیل نے اس حقیقت کو بھی ہمارے نوٹس میں لایا کہ اسی ذیلی پوسٹ آفس کے سلسلے میں کچھ واؤچر جو اے-3 کے ذریعہ تیار اور جوابی دستخط شدہ تھے، پیچھے کی طرف منیجریل کے ہیڈ پوسٹ آفس کو بھیجے گئے تھے۔ پی ڈبلیو5 تفتیشی افسر نے ایسے کئی واؤچرز کا حوالہ دیا ہے جو ادائیگی کے لیے ہیڈ پوسٹ آفس کو بھیجے گئے تھے، اور مرکزی دفتر کے افسران نے بھی اس طرح کے من گھڑت واؤچرز کی بنیاد پر ادائیگی کی منظوری دی۔ ظاہر ہے، ہیڈ پوسٹ آفس کے افسران بھی زیادہ محتاط نہیں تھے، اور اس کے نتیجے میں اے-3 دھوکہ دہی سے بڑی رقم نکالنے کے اپنے برے منصوبے میں کامیاب ہو گیا۔ فاضل وکیل نے پیش کیا کہ ان حقائق کی بنیاد پر نہ صرف اپیل گزاروں کو اے-3 نے دھوکہ دیا بلکہ ہیڈ پوسٹ آفس کے افسران کو بھی اسی طرح اے-3 نے دھوکہ دیا۔

یہ ظاہر کرنے کے لیے کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں کہ اے-3 اے-1 اور اے-2 کے ساتھ سازش میں کام کر رہا تھا یا یہ کہ اے-1 اور اے-2 کو اس حقیقت کا علم تھا کہ اے-3 نے دھوکہ دہی اور بے ایمانانہ طور پر جعلی واؤچر تیار کیے تھے جس کی بنیاد پر رقوم واپس لینے کی کوشش کی گئی تھی، اپیل گزاروں کے خلاف آئی پی سی کی دفعات 467، 471 یا 409 کے تحت جرائم ثابت نہیں ہوتے ہیں۔ نتیجتاً، بدعنوانی کی روک تھام کے قانون کی دفعات کے تحت جرم بھی نہیں بنایا گیا ہے۔

نتیجے میں، ان اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے اور اپیل کنندگان کو ان کے خلاف لگائے گئے الزامات سے بری کر دیا جاتا ہے۔ اپیل کنندگان ضمانت پر ہیں۔ ان کے ضمانت کے بانڈ خارج ہو جائیں گے۔

آر۔ پی۔

اپیلوں کو منظور کیا جاتا ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document